معقولیت اور دیانت کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ وہ خامیاں اور برائیاں جو کہ غیر اخلاقی ہیں، اور جنہیں مٹانے کے لیے قرآن مجید نے صاف صاف احکامات دیئے ہیں اور جن کا مطلب و مفہوم دو اور دو چار کی طرح بالکل واضح ہے۔ ان پر عمل کیا جاتا۔

(اس کے مخاطب ڈاکٹر فضل الرحمان ہیں خط کافی طویل ہے، جس سے ایک اقتباس دیا جا رہا ہے، خط کے لکھنے والے نے نام نہیں لکھا)۔

حکومت در حکومت

محترمی ایڈیٹر صاحب!

فکر و نظر جون ۱۹۶۷ء کا شمارہ سامنے ہے۔ جناب الطاف جاوید کراچی کا خط محترم صدر مملکت کی خدمت میں پڑھا۔ خط پڑھنے کے بعد میں کافی دیر تک سوچتا رہا کہ میں عالم خواب میں ہوں یا بیدار! اپنا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ ادارہ تحقیقات اسلامی اب "شرک" کو سمجھنے لگا ہے۔ کہ اسلامی نظام میں "حکومت در حکومت" قائم کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ حالانکہ ۱۴ اگست، ۱۹۴۷ء کو یہ بات سمجھ میں آجانی چاہیئے تھی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سب سے بڑا المیہ یہی تھا کہ یہاں "حکومت در حکومت" کے آثار باقی ہی نہیں بلکہ ترقی پذیر رہے۔

جناب الطاف جاوید نے "ملائی نظام" کے قیام و ارتقاء کی حکومت در حکومت کے ایک پہلو کی نقاب کشائی کرنے میں کمال چابکدستی کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں اس پر ان کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں، لیکن حکومت در حکومت کی اور شکلیں بھی ہیں۔ جنہیں بے نقاب کرنے کا یہ بہترین وقت ہے۔

پاکستان اسلامی نظام کی تجربہ گاہ ہے۔ اس میں جہاں حکومت در حکومت کی متعدد شکلیں موجود ہیں۔ وہاں تہذیب مغرب کے اثرات بھی کچھ کم نہیں۔ حقیقی اسلام جہاں ملائی نظام سے مختلف ہے، وہاں مغربیت کا بھی جدید ایڈیشن نہیں۔ لہذا یہاں مغربیت کو بھی پھلنے اور پھولنے کی کھلی چھٹی نہیں دی جا سکتی۔ ہمارا مقصود و نظر اسلامی نظام کا تجربہ ہے۔ جو اپنی خصوصیات میں بالکل منفرد ہے۔

(ملک حنیف وجدانی، موہڑہ سیداں مری)